دومنزلہ مکان کی تعمیر کا جواز

س: مدینہ میں ایک صحابیؓ نے حضوؐر کے ناراض ہونے پر اپنا دومنزلہ مکان ڈھا دیا۔ پھر حضوؐر اُن سے راضی ہوگئے۔ حضور اکرمؐ کی ازواجِ مطہراتؓ کے حجروں کی کُل لمبائی شاید نو میٹر تھی۔ ایک صاحب نے درج بالا واقعے کی تشریح یوں کی کہ اُس وقت اسلام کو زندگی اور موت کا مسئلہ درپیش تھا۔ کسی دوسری طرف مال اور وقت صَرف کرنا اسلام کی کمزوری کا باعث بن سکتا تھا۔ اس لیے حضوؐر نے اسے ناپسند فرمایا تھا۔ اگر دیکھا جائے تو موجودہ حالات بھی کچھ ایسے ہی ہیں۔ اِن حالات میں ہمارا پختہ دومنزلہ مکانات میں رہنا شرعی نقطۂ نظر سے کیسا ہے؟ کیا یہ تغیّر وتبدل احکام بلحاظِ احوال میں آئے گا؟

ج: پختہ یا دومنزلہ مکان کی تعمیر کا تعلق ایک فرد کی ضرورت کے ساتھ ہے اور ضرورت کا پورا کرنا دین کے مقاصد میں سے ہے۔ دوسری اگر ایک شخص کی ضرورت تو ہو دو کمروں کی اور وہ بنائے ۲۰ کمرے تو یہ اسراف ہونے کی بنا پر قرآن وسنت کے منافی ہوگا۔ شارعِ اعظم علیہ السلام کو اپنے اصحاب کے بارے میں معلوم تھا کہ عموماً ان کی ضروریات کیا ہیں۔ اس لیے اگر کسی صحابیؓ نے ضرورت سے زیادہ کسی کام کو کرنا چاہا تو آپؐ نے اسے اللہ کی گرفت سے بچانے کے لیے متوجہ کیا جو آپؐ کے فرائض (الدین نصیحۃ) میں شامل تھا۔

دومنزلہ مکان بعض صورتوں میں ایک خاندان کی رہایشی ضرورت ہوگی اور بعض صورتوں میں مالی ضرورت۔ ثانی الذکر شکل میں اگر مکان کی ایک منزل کرایے پر دی ہو اور ایک میں صاحبِ مکان خود رہتا ہو تو کرایے کی شکل میں آنے والی آمدنی سے وہ اپنا گزارا کرسکتا ہے۔ لیکن اگر دو منزلہ نہیں ایک منزلہ مکان بنانے کا مقصد بھی دنیا کو دکھانا ہو کہ وہ کتنا مال دار ہے تو یہ سراسر ریا وتکبر میں شمار کیا جائے گا جس کی قرآن وسنت شدت سے ممانعت کرتے ہیں۔

جیسا کہ آغاز میں عرض کیا گیا کہ اصول زمین کی پیمایش کا نہیں ہے کہ کتنے لمبے اور کتنے چوڑے پلاٹ پر مکان بنانا اسلامی ہے اور اُس سے مختلف پیمایش پر پلاٹ بنانا ناجائز، بلکہ اس کا تعلق ایک خاندان کی ضروریات سے ہے۔ اس بنا پر رقبے کی کوئی قید نہیں لگائی جاسکتی۔ ہر فرد کی ضروریات کے لحاظ سے بغیر اسراف کے مکان بنانا اس کا اسلامی حق ہے۔ (ڈاکٹر انیس احمد)